ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

سیّد عدید کی شاعری کا موضوعاتی جائزہ

THEMATIC REVIEW OF SYED ADEED'S POETRY

شاہد پرویز

ایم فل اردو،شعبہ اردو، منہاج یونیورسٹی (ٹاون شپ)لاہور

شہزاد احمد

پی ایچ- ڈی اسکالر، شعبہ اردو ، مائی یونیورسٹی اسلام آباد

محمد یوسف

پی ایچ- ڈی اسکالر، شعبہ اردو ، مائی یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract:

Syed Adeed is the eye and lamp of the Syed family. Your father's name is Syed Iqbal Hussain and mother's name is Ghulam Fatima. Syed Adeed was born on January 4, 1965 in the Syed family in the town of Kharota Syedan in Sialkot district. His full name is Syed Tanveer Hussain Shahid. In the beginning, he used the pseudonym Shahid and now he uses the pseudonym Syed Adeed. Syed Adeed's personality is very impressive and admirable. There are many facets to your personality. You have a simple nature. You belong to the Syed family, so you have inherited simplicity and it is a characteristic of your personality. You are full of qualities like compassion, compassion, generosity, consistency, patience and tolerance. In your poetry, especially, there are all the elements like Suzhugadaz, pain, disloyalty, sentimentality, romanticism, mystical color, imagery, simplicity, musicality, hypocrisy, patriotism and romantic color. They seem to be on edge.

سیّد عدید سیالکوٹ کے معروف شاعر ہیں۔آپ نظم اور غزل کے شاعر ہیں۔ان کے ہاں معتدل لہجہ پروان چڑھتا ہے۔سیّد عدید اردو غزل کے حوالے سے نمایاں پہچان رکھتے ہیں۔ان کی شاعری عصری صداقتوں کو سامنے لاتی ہے۔انسانی حیات اور کائنات کے معاملات کو وہ بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔وہ اپنا الگ اور منفرد اسلوب رکھتے ہیں سیّد عدید کے اسلوب کے حوالے سے فوزیہ اشرف لکھتی ہیں کہ :

> ”ان کا اسلوب ان کی شاعری کو منفرد کرتا ہے اس کی وجہ شاید ان کی نازک طبع ہے۔لطیف جذبات واحساسات ان کی شاعری کا خاصہ ہیں۔اور اس کے باوجود ان کی شاعری میں جوش وولولہ کا فقدان بھی نہیں ہے ان کی شاعری سے محسوس ہوتا ہے کہ ان میں شاعری کا مادہ فطری ہے اور ہر معتدل انسان کی طرح وہ بھی عشق ومحبت کے حادثے سے گزرے ہیں۔وضاحت،موسیقیت،روانی اور زورِ کلام کے لحاظ سے وہ اپنا جواب نہیں رکھتے۔“ (1)

سیّد عدید کی شاعری علمی،ادبی اور تہذیبی روایات سے بھری پڑی ہے۔اس کی شاعری ہماری ادبی دنیا میں ہی آباد ایک ہنستی بستی اور جیتی جاگتی عمارت ہے۔اس عمارت میں نظم اور غزل دونوں منزلوں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سیّد عدید کے ہاں شاعری کا محرک ارد گرد کے حالات ، رنگ بدلتے مزاج، منافقت،اقتدار کی ہوس،مفاد پرستی،لالچ،معاشرتی ناانصافی، مفلسی، بے بسی، ظلم اور حاکموں کی ستم ظریفی جیسے موضوعات ہیں۔ان کی غزل عشق، محبت، تصوف، وطن دوستی، عظمت، انسان،احساس فنا، ظلم و جبر،وعظ و نصیحت ،اہمیت کردار، بھوک اور عہد حاضر کے المیوں سے خوب آشنا ہے۔ان کی آرزو کہیں بلند آہنگ اختیار کرتی ہے تو کہیں دعائیہ صورت اختیار کرتی ہے۔ کہیں وہ خدا کی واحدنیت کا پرچار کرتے ہیں۔ کہیں محبت الٰہی میں سرشار ہیں تو کہیں عشق مصطفیٰ ﷺ میں مست ہیں۔آپ کی شاعری میں تصوف کا رنگ بھی ملتا ہے۔

خدا کی واحدانیت :-

اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔وہ اپنی ذات،صفات و عبادات میں لاشریک ہے کوئی اس کا ہمسر نہیں۔اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی سب سے بڑی مثال سورۃ الاخلاص ہے:

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔" (2)

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی گواہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس کائنات کا مالک ہے۔کائنات میں کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور رضا کے بغیر نہیں ہو سکتا۔وہ کائنات کی ہر چیز پر قادر ہے۔سیّد عدید بھی توحید پرستی کے قائل ہیں۔کائنات کی ہر چیز خدا کے ہونے اور اس کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے اس حوالے سے ایک شعر:

ہر شکل میں ہے اپنے مصور کے فن کا حسن

ہر حسن میں ہیں معجزے کتنے خدا کے دیکھ (3)

سیّد عدید خدا کے مصور ہونے کا بیان بڑے خوبصورت انداز میں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کائنات میں ہر چیز کی خوبصورتی اپنے مصور کے فن کی عکاسی کر رہی ہے۔خدا کے معجزات پوری دنیا میں جلوہ گر ہیں۔کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اپنے مصور کے فن کا پتہ نہ دے رہی ہو۔یہ پوری کائنات اپنے تخلیق کار کی عظمت کی گواہی دے رہی ہے اس حوالے سے ایک شعر:

یہ تو کہیں یہ کیسے تخلیق ہو گئی

کہتے ہیں جو کائنات مادہ ہے دوستو (4)

سیّد عدید کہتے ہیں کہ یہ میرے رب ہی کی عظمت ہے کہ اس نے اتنی بڑی کائنات بنا ڈالی اور کسی میں اتنی ہمت اور جرأت نہیں کہ وہ میرے رب کی برابری کر سکے۔کائنات کا سارا نظام میرے رب کے حکم سے ہی چل رہا ہے۔یہ پوری کائنات میرے رب کی واحدانیت کی مثال ہے۔توحید پرستی کے حوالے سے سیّد عدید کا ایک اور شعر:

اور توحید کی میں کیسے گواہی دیتا

اپنی ہستی سے تو انکار کیا ہے میں نے (5)

وہ توحید کی گواہی خدا کی ذات کو برتر و اعلیٰ تسلیم کر کے کرتے ہیں اور اپنی ذات کی نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اور کس طرح خدا کی واحدانیت کی گواہی دوں گا؟

اطاعت رسول ﷺ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی اتباع و اطاعت بھی لازم ہے۔دین و دنیا میں کامیابی حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کو اہل ایمان کی نشانی بتایا ہے۔قرآن مجید میں سورۃ انفال میں ہے:

"واطیعواللہ ورسولہ ان کنتم مومنین o

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔" (6)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

حضور اکرم ﷺ کے لیے قرآن مجید میں اتباع کا لفظ اس لیے آیا ہے کہ ہم بلا سوچے سمجھے آپؐ کی پیروی کریں۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔آپؐ کی زندگی آپؐ کی طرزِ حیات کا مکمل ضابطہ حیات ہے۔زندگی کے ہر پہلو میں انہوں نے انسانیت کی مکمل رہنمائی کی ہے۔ سیّد عدیدؔ توحید پرست ہیں اور ساتھ میں سچے عاشقِ رسول ﷺ بھی ہیں۔وہ اپنی زندگی سنت رسول ﷺ کے مطابق بسر کرتے نظر آتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے دین کی تبلیغ کا آغاز جس طریقے سے کیا اس واقعہ کو سیّد عدیدؔ اپنی شاعری میں بڑے دلکش پیرائے میں بیان کرتے ہیں اس حوالے سے ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

کہا پہاڑی کے پیچھے چھپ کر ہے کون بیٹھا

بتایا دشمن کا ہے وہ لشکر یقین آیا (7)

حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کے حوالے سے سیّد عدیدؔ بتاتے ہیں جو سچا مسلمان ہے وہ آپؐ کی ہر بات پر دل و جان سے ایمان لاتا ہے۔وہ بتاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جب اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا تو تمام لوگوں کو ایک مقام پر جمع ہونے کا کہا جب وہ وہاں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے دشمن کا لشکر تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟ تو جو سچے مسلمان تھے انہوں نے فوراً آپؐ کی بات مان لی۔ حضور اکرم ﷺ کی اتباع و اطاعت ان کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا ہے۔کائنات کی ہر چیز خدا کے بعد حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات کی پابند ہے۔ سیّد عدیدؔ حضور اکرم ﷺ کے احکامات کی پابندی کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں کہ:

ان کے احکام کا پابند ہے زمانہ عدیدؔ

وہ جو انگلی کے اشارے سے قمر کاٹتے ہیں (8)

سیّد عدیدؔ حضور اکرم ﷺ سے محبت والفت کا اظہار اپنی شاعری میں جابجا کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ سے محبت و التفات کا جذبہ ان کی شاعری کی صورت میں ہمارے سامنے پیش ہے۔ کہیں وہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کی نسبت سے کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپؐ کا ذکر کرنے سے فلک پہ میری گفتگو ہوتی ہے اور میری شاعری پہ آپؐ کا کرم ہے کہ آپؐ سے محبت کی وجہ سے میرے عدو بھی میری بات سنتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ سے مدینہ دیکھنے کی خواہش کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے اپنے در پہ بلا لیں۔ حضور ﷺ سے اطاعت و محبت کا نمونہ پیش ہے:

میرے حیات کا مقصد ہے جستجو میری

میں راہ بھولا ہوں منزل ہے آقا تو میری

میں تیری خاک کفِ پا کو چومنا چاہتا ہوں

ہے میری تاب سے بڑھ کر یہ آرزو میری 9

حضور اکرم ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد اعلیٰ و ارفع ہے۔کوئی بھی شخص اس پوری دنیا میں آپؐ کے مثل نہیں اور نہ کوئی آپؐ کی برابری کر سکتا ہے کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔آپؐ کے بعد کسی اور نبی کو بھیجنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔اس لیے آپؐ کا حکم ماننا اور پیروی کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تصوف:۔

تصوف کے معنی ہیں اپنے آپ کو صوفیانہ زندگی کے لیے وقف کرنا۔ تصوف کا لفظ اس طریقہ کار یا اسلوب عمل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس پر کوئی صوفی عمل پیرا ہو۔ اسلام سے قربت رکھنے والے صوفی، لفظ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ تصوف کو قرآنی اصطلاح میں تزکیۂ نفس بھی کہتے ہیں۔ ابوالحسن نوری تصوف کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :

''تصوف ان تمام چیزوں کو چھوڑ دینے کا نام ہے جو نفس کو مرغوب کرتی ہیں۔'' (10)

تصوف فقط روحانی، باطنی کیفیات اور روحانی اقدار کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ علمی و فکری، معاشرتی، مذہبی اور عملی جہتوں میں اخلاق و احسان کا نام تصوف ہے۔ تصوف ایسی بے غرض اور بے لوث دوستی کا نام ہے جو نہ صرف دنیاوی لالچ سے پاک ہو بلکہ اخروی طمع سے بھی پاک ہو۔ صوفی کی تعریف میں بشر بن الحرث کا کہنا ہے کہ :

''صوفی وہ ہے جو خدا کے ساتھ دل پاک صاف رکھے۔'' (11)

سیّد عدیدؔ کے کلام میں تصوف کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ سیّد عدیدؔ نے اپنے کلام میں تصوف کے مضامین کو اپنی ذات کے حوالے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حوالے سے ان کا شعر :

ساقی مری نظر میں یہ جلوے کہاں کے ہیں

کہتا ہوں دل کی بات مگر اک حجاب میں (12)

سیّد عدیدؔ کہتے ہیں کہ جو یہ کائنات کے پر کیف نظاروں سے لطف اندوز ہوتا ہوں یہ سب کس کی بدولت ہیں؟ یہ سب میرے رب کا کرم ہے ورنہ میں اس قابل کہاں کہ ان حسین مناظر سے لطف اندوز ہو سکتا۔ میں اپنے احساسات و جذبات کا اظہار اپنے رب سے بڑی رازداری سے کرتا ہوں۔

خدا پر یقین کامل:۔

اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پروردگار اور خالق و مالک ہے۔ ہر چیز اس کی قبضۂ قدرت میں ہے۔ ہر کام اس کی مرضی و منشا کے مطابق ہوتا ہے۔ کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے حکم کے بغیر حرکت کر سکے۔ سیّد عدیدؔ اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین رکھتے ہیں ان کا پس منظر مذہبی ہے۔ وہ سیّد خاندان سے ہیں۔ خدا پہ انہیں مکمل یقین اور بھروسہ ہے کہ میرا رب مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا وہ ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ مجھے کسی اور در پہ جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہ اپنے کلام کے ذریعے دوسروں کو بھی خدا پہ یقین کرنے کی تلقین کرتے ہیں:

جو خدا پہ یقین رکھتا ہے

وہ کبھی در بدر نہیں ہوتا (13)

سیّد عدیدؔ خدا پہ بھروسے کی بات کرتے ہوئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ رکھ کر پختہ عزم کے ساتھ کوئی کام کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے خود بخود وسیلے پیدا کرتا جائے گا اور ہر کام آسان ہو جائے گا۔ اس بات کی تصویر کشی وہ اپنے کلام میں یوں کرتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ہر کام تو عدیؔد بعزم صمیم کر

پیدا کرے گا آپ وسیلے خدا کئی (14)

ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ ہی انسان کی مدد کرتا ہے وہ کسی نہ کسی وسیلے سے اپنے بندے کو مشکلات سے بچاتا ہے۔ سیّد عدیدؔ اپنی ذات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھے اپنے رب پر پورا یقین ہے کہ وہ میری ہر مشکل کو حل کر دے گا اور میرے لیے قدم قدم پر آسانیاں پیدا کر دے گا۔

عظمت قرآن:۔

قرآن مجید کی بے انتہا عظمت ہے اور اس کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے اور اس کا اظہار قرآن مجید میں یوں کیا ہے کہ:

"انا نحن نزلنا الزکر وانا لہ لحفظون o

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔" (15)

قرآن مجید تمام انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ دینی اور دنیاوی تمام معاملات میں رہنمائی کرتا ہے۔ سیّد عدیدؔ نے اپنے کلام میں عظمت قرآن کے موضوع کو بھی پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ:

مرا عقیدہ کہ قرآن وہ بشارت ہے

جو ضابطہ ہے مکمل ہر اک بشر کے لیے (16)

سیّد عدیدؔ کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک ہی تمام انسانوں کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے جو قدم قدم پہ انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی شخص قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں کی پیروی کیے بغیر کامیاب زندگی نہیں گزار سکتا ہے۔

محبت الٰہی:۔

محبت الٰہی ایک جذبہ ہے، ایک کیفیت ہے اور جس نے بھی اس کیفیت یا جذبے کو جس طرح محسوس کیا اس کے نزدیک وہی محبت ہے۔ محبت بقا سے فنا تک کا سفر ہے اس سفر میں ہر مسافر کو بہت سے امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ محبت وجہ تخلیق کائنات ہے اور اس کائنات میں خدا ہی سب سے پہلا محب ہے جس نے اپنے محبوب کی خاطر چند دنوں میں کائنات تخلیق کر دی۔ اس بات کو بڑے دلکش انداز میں سیّد عدیدؔ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

سوال یہ تھا خدا نے کیوں بنائی یہ دنیا

جواب یہ تھا وہ راز مضمر تو پیار میں ہے (17)

سیّد عدیدؔ سوالیہ انداز میں اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا نے یہ دنیا کیوں بنائی؟ اور پھر خود ہی اس کا جواب بڑے دلکش انداز میں دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا اللہ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی محبت کی خاطر بنائی۔ محبت ایک لاثانی اور آفاقی جذبے کا نام ہے۔ یہ جذبہ انسان کے اندر احساس اور ہمدردی جگا دیتا ہے۔ محبت کے ذریعے تمام انسان آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔

سیّد عدیدؔ کی غزل میں محبت کے رنگ نمایاں نظر آتے ہیں۔ محبت کے مضامین پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ ان کی غزلوں میں محبت طاقت اور کہیں محبت زندگی کے لیے جزو لازم ہے پھر کہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ محبت کے بغیر انسان ادھورا ہے۔ اس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہیں۔ محبت الٰہی عبادت کی روح ہے۔ محبت ایسا جذبہ ہے

جس سے ہر انسان کو بدلا جا سکتا ہے۔ سیّد عدید کہتے ہیں کہ محبت کا جذبہ بدلتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ بڑھتا جائے گا یہ مادی دور کسی بھی صورت میں محبت کے جذبے میں کمی نہیں ہونے دے گا:

زمانے کے تغیر سے سنا ہے

محبت کا یہ جذبہ کم نہ ہو گا (18)

محبت کی بدولت ہی انسان دنیا کے ہر قدم پہ فتح سے ہمکنار ہوتا ہے۔ محبت سے ہی انسان دنیا کو تسخیر کر سکتا ہے۔ سیّد عدید محبت کو عبادت کا درجہ قرار دیتے ہیں۔ ان کی نظر میں محبت عبادت ہے اور وہ ہر انسان سے خلوص دل سے محبت کرتے ہیں کیونکہ محبت سے ہی کائنات کا نظام چلتا ہے۔ اس حوالے سے ان کا شعر:

کہیں کہیں محبت کی جو بات چلتی ہے

اس کی دم سے مری کائنات چلتی ہے (19)

سیّد عدید کہتے ہیں کہ جن کی زندگی میں کسی کی محبت اور ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی تکلیفیں اور غم دیکھ کر پریشان نہیں ہوتے بلکہ اپنے ساتھی کے ساتھ مل کر بڑی بہادری سے ان تمام حالات کا سامنا کرتے ہیں۔ انسان جب بے لوث ہو کر محبت کرتا ہے تو پھر وہ اسی ایک شخص کا ہو کے رہتا ہے اس کی دنیا اس ایک شخص تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ سیّد عدید محبوب (اللہ تعالی) سے محبت کا اظہار اپنے کلام کے ذریعے یوں کرتے ہیں:

ایک ہی شخص سے کرتا ہوں محبت میں عدید

ایک ہی شخص پہ موقوف جہاں رہتا ہے (20)

انسان جب اپنی ذات سے بڑھ کر کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو اسے ''عشق'' کا نام دیا جاتا ہے۔ عشق کے معنی حد سے زیادہ محبت کے ہیں۔ محبت روز بروز ترقی کرتے ہوئے عشق اور پھر جنون کی کیفیت میں بدل جاتی ہے ڈاکٹر ظفر اللہ انصاری عشق کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ:

> '' محبت ایک کشش مقناطیسی ہے جو کسی کو کسی کی جانب کھینچتی ہے کسی میں حسن و خوبی کی ایک جھلک دیکھ لینا اور اس کی جانب طبیعت کا مائل ہو جانا، دل میں اس کی رغبت، اس کا شوق، اس کی طلب و تمنا اور اس کے لیے بے چینی کا پیدا ہونا اس کے خیال میں شب و روز رہنا، اسی کی طلب میں تن من دھن سے منہمک ہونا۔ اس کے فراق سے ایذا پانا، اس کے وصال سے سیر نہ ہونا، اس کے خیال میں اپنا خیال، اس کی رضا میں اپنی رضا، اس کی ہستی میں اپنی ہستی کو گم کر دینا۔۔۔ ارفع و اعلیٰ ہستیوں میں جب محبت بھی اپنی ارفع و اعلیٰ شان میں نمایاں ہوتی ہے تو اسے عشق کہتے ہیں۔ محبت کے انتہائی مرتبہ کا نام عشق ہے۔'' (21)

عشق کی دو صورتیں ہیں عشق حقیقی اور عشق مجازی۔ سیّد عدید کی غزل میں عشق حقیقی و مجازی کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ عشق حقیقی کے ساتھ ساتھ عشق مجازی بھی ان کے جذبات و احساسات کی ترجمانی بخوبی کرتا ہے۔ عشق مجازی دراصل ایک مرد کا عورت اور عورت کا مرد سے محبت کرنا ہے اور یہ محبت کسی بھی رشتے کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ ایک عاشق اپنے محبوب سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ اس حوالے سے ان کا ایک شعر:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اک نظر چہرے سے ہٹ کر نہیں دیکھا جاتا

اب کوئی تجھ سے ہو بڑھ کر نہیں دیکھا جاتا (22)

ہے یہ حقیقت ہے کہ جب ایک انسان محبت کر بیٹھتا ہے تو وہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنے محبوب کو ہی سب کچھ مان لیتا ہے۔انسانی فطرت بھی ہے کہ انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اس کے دور جانے یا اسے کھونے سے بے پناہ ڈرتا ہے اور اسے محبوب کے سوا کوئی بھی اچھا نہیں لگتا۔عشق حقیقی دراصل اللہ تعالی سے محبت کا نام ہے۔عشق حقیقی میں محبوب کے وجود کا ہونا لازم نہیں۔اللہ کی ذات ہی عشق حقیقی کی مترادف ہے۔عشق حقیقی اور مجازی دونوں صورتوں میں محبوب کو اہم اور بنیادی مقام حاصل ہوتا ہے۔سیّد عدید ؔعشق مجازی سے حقیقی کی طرف قدم رکھتے ہیں تو اپنے کلام میں عشق مجازی سے حقیقی کے سفر کو یوں بیان کرتے ہیں:

مری نماز عشق میں تری تلاش شرط ہے

میں سجدہ ریزی کیوں کروں جو رو برو خدا رہے (23)

سیّد عدید ؔکہتے ہیں کہ میرے سجدے کی وجہ تلاشِ خدا ہے۔اگر میرا خدا میرے سامنے ہوتا تو میں اس کے دیدار کے شوق میں سجدہ ریزی کو بھول جاتا۔وہ اس شعر میں سجدے کو عشق حقیقی کی ابتدائی منزل قرار دیتے ہیں۔ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں ادب ہوتا ہے اور محبوب کی رضا یہ ہوتی ہے کہ سب کے سامنے اس کا نام نہ لیا جائے اور محبت کی پردہ داری قائم رہے۔سیّد عدید ؔبھی محبوب کی پردہ داری قائم رکھتے ہوئے محبوب کی رضا میں راضی ہے اور محبوب کا نام نہ لینے کا عہد کچھ یوں کرتے ہیں:

تیری رضا ہماری محبت پہ فرض ہے

اچھا تو تیرا نام نہ لیں گے ہم آج سے (24)

وہ اپنے کلام میں آداب عشق کے تقاضے بھی سکھاتے ہیں اور کہتے ہیں محبوب کی ہر بات کو دلجمعی اور خاموشی سے سنو چاہے وہ گلے شکوے کیوں نہ کرے۔یہ عشق کا تقاضا ہے کہ محبوب کی ہر بات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

دعا:۔

دعا کے لغوی معانی پڑھنا، کسی کام کو انجام دینے کی درخواست اور حاجت طلب کرنے کے ہیں۔اصطلاح میں دعا خدا کی طرف رجوع کرنا اور عاجزی کے ساتھ اس سے کوئی چیز طلب کرنا ہے۔حقیقت میں دعا عبادت کا مغز ہے۔پیارے نبی حضرت محمدؐ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کی روح اور جان ہے۔دعا کے ذریعے انسان اپنی خواہشات اور حسرتوں کا ذکر کر سکتا ہے۔شاعری انسانی جذبات واحساسات کا اظہار کرتی ہے۔اس لیے شاعری میں دعائیہ عنصر بھی پایا جاتا ہے۔شاعر کہیں معاشرے میں پھیلی ہوئی نفرتوں کو ختم کرنے کے لیے ہاتھ اٹھاتا تو کہیں اپنی ذات کی تکمیل کے لیے دست کاسہ بلند کرتا ہے۔خواہشات کے اظہار کا ذریعہ دعا بنتی ہے۔انسانی فطرت ہے کہ انسان اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے دعائیں کرتا ہے۔سیّد عدید ؔکی غزل میں اللہ تعالی سے دعا اور التجا کی کثرت ہے۔اس حوالے سے ان کا شعر ملاحظہ کریں:

بھولے ہوئے آہو کو دکھا راہ حرم بھی

ہر گام پہ جس راہ پہ ہوا تیرا کرم بھی (25)

سیّد عدیدؔ دعائیہ انداز میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا طلب گار ہے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ مجھے سیّدھا راستہ دکھا جس راستے پہ چل کے میں تیرا فضل و کرم حاصل کر سکوں۔ ایک اور شعر میں سیّد عدید آللہ تعالیٰ سے اپنے فضل و کرم کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں:

در پر جو تیرے آیا ہوں لوٹانا نہ مجھ کو

پر پیچ گزرگاہوں میں الجھانا نہ مجھ کو (26)

سیّد عدید آللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ اے میرے رب میرا تیرے سوا کوئی نہیں مجھے اپنے در سے خالی ہاتھ مت لوٹانا۔ میں تیرا گنہگار بندہ تیرے در پہ بڑی آس اور امید لے کر آیا ہوں۔ مجھے سیّدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمانا اور مجھے گمراہی کے راستوں پر بھٹکنے سے بچانا۔ کائنات کا نظام محبت کی بنیاد پر چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات محبت کی خاطر قائم کر دی۔ محبت ایک فطری جذبہ ہے۔ محبت کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ شاعری میں محبت کا موضوع بہت اہم ہے۔ سیّد عدیدؔ نے بھی محبت کو موضوع سخن بنایا ہے۔ وہ خدا سے ہر وقت اپنے محبوب کا ساتھ مانگتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کا شعر:

ترا سائل ہوں ترے در پہ صدا دیتا ہوں

میرے ساتھی سے خداوند ملا دے مجھ کو (27)

وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ میں تیرے در کا سوالی ہوں۔ تیرے سوا میری مراد پوری کرنے والا کوئی نہیں وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے میرے اللہ مجھے میرے محبوب سے ملا دے تاکہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ کہیں محبوب سے بچھڑنے کے بعد بہت غم زدہ ہے۔ وہ خدا سے اپنے دل کے زخم بھر جانے کی التجا کرتا ہے اس حوالے سے ایک شعر:

عدیدؔ ایک دعا زندگی کا حاصل ہے

خدا کرے کہ مرے دل کے زخم بھر جائیں (28)

سیّد عدیدؔ کہتے ہیں کہ میرے زندگی میں بہت دکھ ہیں وہ محبوب کے بچھڑنے پر مایوس ہو چکے ہیں اور ہر وقت خدا سے دعا کرتے ہیں کہ میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے کہ میرے دل کے زخم بھر جائیں اور میرے دل کو سکون مل جائے۔ اے میرے اللہ میرے دل کو ان پریشانیوں اور تکلیفوں سے آزاد کر دے۔ بلاشبہ دعا بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ایسے بڑے بڑے کام جو ناممکن لگتے ہیں وہ اکثر والدین، بزرگوں اور نیک لوگوں کی دعاؤں سے ایسے ممکن ہو جاتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ دراصل کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسے مشکل حالات میں بڑوں خاص طور پر ماں کی دعاؤں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ سیّد عدید آماں کی دعا کی اہمیت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

وہی تو خوش نصیبی کی بنی ہیں انتہا شاہد

ہر اک مشکل میں جو ماں کی دعائیں ساتھ رہتی ہیں (29)

ماں کی دعا کے بغیر انسان کی زندگی بے کار ہے۔انسان کی خوش نصیبی کا دارو مدار ماں کی دعاؤں پر منحصر ہے کوئی شخص دنیا میں ماں کی دعا کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔انسان کتنی ہی مشکل میں کیوں نہ ہو؟ماں کی دعائیں اسے ہر مشکل اور تکلیف سے بچاتی ہیں۔

حوالہ جات

1) فوزیہ اشرف،مشمولہ،'ساتھ تمہارا اگر ملے'،القلم پبلیکیشنز،سیالکوٹ،۲۰۰۵ء،ص:۲۰

2) القرآن الکریم ، مترجم ، مولانا محمد جونا گڑھی، شاہ فہد قرآنِ کریم پرنٹنگ کمپلیکس، سعودی عرب ، سورۃ الاخلاص، مکی، آیت نمبر :۱تا۴ ، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۷۵۴

3) عدیدؔ،سیّد،'ساتھ تمہارا اگر ملے'،ص:۹۲

4) عدیدؔ،سیّد،'پیار بے اختیار ہوتا ہے'،ص:۱۱۴

5) عدیدؔ،سیّد،'محبتوں میں حساب کیسا'،الحمد پبلیکیشنز،لاہور،1998ء،ص: ۱۵۳

6) القرآن الکریم ،سورۃ الحجر، مکی، آیت نمبر :۹ ، ص: ۶۹۱

7) عدیدؔ،سیّد،'ساتھ تمہارا اگر ملے'،ص:۱۲۹

8) عدیدؔ،سیّد،'محبتوں میں حساب کیسا'،ص:۲۳

9) عدیدؔ،سیّد،'پیار بے اختیار ہوتا ہے'،ص:۲۳

10) علی بن عثمان ہجویری،شیخ،'کشف المحجوب'،تصحیح وتحشیہ علی قویم،لاہور،۱۹۷۸ء،ص:۳۲

11) فریدالدین عطار،شیخ،'تذکرۃ الاولیاء'،دہلی،۱۳۱۷ء،ص:۷۶

12) عدیدؔ،سیّد،'پیار بے اختیار ہوتا ہے'،ص:۹۹

13) عدیدؔ،سیّد،'پیار بے اختیار ہوتا ہے'،ص:۵۱

14) عدیدؔ،سیّد،'محبتوں میں حساب کیسا'،ص:۱۰۰

15) القرآن الکریم ،سورۃ الانفال، مدنی، آیت نمبر :۱ ، ص:۴۵۸

16) عدیدؔ،سیّد،'پیار بے اختیار ہوتا ہے'،ص:۱۶۸

17) عدیدؔ،سیّد، 'فریب دے کر چلا گیا'،ص:۱۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

18) عدیدؔ، سیّد، 'پیار بے اختیار ہوتا ہے'، ص:۵۷

19) عدیدؔ، سیّد، 'ساتھ تمہارا اگر ملے'، ص:۱۴۳

20) عدیدؔ، سیّد، 'ساتھ تمہارا اگر ملے'، ص:۱۱۳

21) ظفر اللہ انصاری، ڈاکٹر، 'تصور عشق اور میر کی شاعری'، ایجوکیشنل پبلشنگ، دہلی، ۲۰۱۲ء، ص:۵۵

22) عدیدؔ، سیّد، 'تیرے بن زندگی'، المراد، پبلیکیشنز، سیالکوٹ، 2010ء، ص:۱۵۱

23) عدیدؔ، سیّد، 'محبتوں میں حساب کیسا'، ص:۶۳

24) ایضاً، ص:۳۵

25) عدیدؔ، سیّد، 'پیار بے اختیار ہوتا ہے'، الحمد پبلیکیشنز، سیالکوٹ، جنوری ۲۰۰۰ء، ص:۲۲

26) ایضاً

27) ایضاً، ص:۱۱۸

28) عدیدؔ، سیّد، 'پیار بے اختیار ہوتا ہے'، ص:۱۱۰

29) عدیدؔ، سیّد، 'وفائیں ساتھ رہتی ہیں'، پبلیکیشنز، لاہور، 1996ء، ص:۱۶